INDIAN STREAMS RESEARCH JOURNAL
ISSN NO : 2230-7850
IMPACT FACTOR : 5.1651 (UIF)
VOLUME - 14 | ISSUE - 3 | APRIL – 2024

پروفیسر حبیب نثار: جنون کی حکایات

خاکہ نگار:۔ڈاکٹر انجم فاطمہ

دنیا میں کوئی انسان Perfect نہیں ہوتا۔ کسی میں کچھ خوبی ہوتی ہے تو کسی میں کچھ، انسان خوبیوں اور خامیوں کا پتلا ہوتا ہے۔

اس خاکہ کا موضوع پروفیسر حبیب نثار ہے۔ پروفیسر حبیب نثار کے بارے میں کچھ لکھنے بیٹھی ہوں تو خوامخواہ کا یہ قطعہ بار بار میرے ذہن میں دستک دینے لگتا ہے ؎

کتے دنوں سے دکنی کی حالت خراب ہے
اب لگ رہا ہے اس کی بھی صحت خراب ہے
قلی، خطیب اور بھلاواں بھی جا چکے
میری بھی خوامخواہ طبیعت خراب ہے

راقمۃ الحروف حبیب نثار سر کو تقریباً 2007ء سے جانتی ہے۔ جس حالت میں وہ چودہ سال پہلے موجود تھے کم وبیش اسی حالت میں آج بھی موجود ہیں (مگر ان کی ادبی دنیا میں بہت فرق آ گیا ہے) چودہ سال پہلے کی بات چھڑی ہے تو یہاں اپنا ایک قصہ آپ لوگوں کو سناتی چلوں، جب میں اور میری ساتھی گلبرگہ سے یم۔اے کی تکمیل کے بعد حیدرآباد سنٹرل یونیورسٹی میں ایم فل کے لئے آ گئے تو اطلاع ملی کہ گلبرگہ سے ہر آنے والا طالب علم اکثر پروفیسر انوار الدین کو ہی اپنا نگران کار بناتا ہے۔لیکن ہم لوگ نے پروفیسر حبیب نثار کو اپنا نگران کار بنالیا۔ آج تک یہ بات ہم لوگوں کو سمجھ میں نہیں آئی کہ کیوں پروفیسر حبیب نثار کو اپنا نگران کار بنالیا۔ بقول مجتبیٰ حسین (راجندر سنگھ بیدی کے حوالے سے لکھتے ہیں) ''جب بھی کسی مسئلہ پر سوچنے میں ناکام ہو جاتے ہیں تو آئینہ ضرور دیکھ لیتے ہیں۔ اور منٹوں میں فیصلہ کر لیتے ہیں۔ میں نے بھی راجندر سنگھ بیدی کی طرح آئینہ دیکھ رہی ہوں مگر کوئی معقول وجہ نظر نہیں آئی۔

ان کی شخصیت کے کئی پہلو ہیں ان میں کہیں ایک معصوم بچہ ہے' وہی دوستی کی خاطر سب کچھ نچھاور کر دینے والی ادا' اپنے اسکالرس کے لئے ہر وقت فکرمند' پھرتیلا استاذ' ایک اہم محقق اور سب سے اہم مخطوطات کو بیماروں کی طرح لگ جانے والا وائرس۔۔ میں نے نثار صاحب کو جب بھی دیکھا کسی نہ کسی کام میں مصروف دیکھا۔ کبھی وہ خالی چپ چاپ نہیں بیٹھتے۔ ہر وقت مانو مصروفیت ان کے اطراف گھومتی رہتی ہے۔ وہ خود بھی کام کرتے اور دوسروں کو بھی کام کرتا ہوا دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ نثار سر کے پاس یم فل اور پی ایچ ڈی کرنا جوئے شیر لانے کے برابر ہے۔ ممتحنین (Examinar) Thisis یا Desertation کو بعد میں Reject کرتا ہے مگر پہلے ہمارے صاحب ہی اسکو Reject کرتے ہیں۔ ایک ایک لفظ چیک کرنا جیسے ان کی بیماری ہو۔ وہ اپنے اسکالرس سے اس طرح محنت کرواتے ہیں کہ اسکالر (بات نہ کرتا ہو) بھی ہنوز زبان Viva میں خود بخود بولنے لگتا ہے یہ ان کی سب سے بڑی خوبی ہے۔

ان کی دوسری بڑی خوبی یہ ہے کہ باہر سے آئے ہوئے اسکالرس اور مہمانوں کی پوری طرح مدد کرتے ہیں۔ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ وہ

کون ہے کہاں سے آیا ہے ۔بس ایک جملہ کہنے کی ضرورت ہے (صاحب آپ کی تھوڑی سی مدد چاہیے) بس پھر کیا دیکھنا۔ یہ سنتے ہی دونوں کان کھڑے ہوجاتے ہیں، بھویں چڑھنے لگتی ہیں' آنکھیں پھرنے لگتی ہیں اور دونوں ہاتھ اور پیر جنبش میں لگ جاتے ہیں ۔اپنے پاس اس موضوع سے متعلق جتنی کتابیں' مضامین جو کچھ اس سے تعلق رکھتا ہو سب دیتے ہیں اور ساتھ میں چائے بسکٹ کا ناشتہ بھی کرواتے ہیں ۔ یہ تمام چیزیں حاصل کرنے کے بعد اسکالر ایسا محسوس کرتا ہے جیسے اس کے تمام گناہ معاف ہو گئے اور وہ دوزخ سے جنت میں چلا گیا ۔(کیونکہ پی ایچ ڈی کسی دوزخ سے کم نہیں اور مقالے کا داخل کرانا کسی جنت سے کم نہیں)اور ان کے تمام اسکالر باہر بیٹھے صرف اور صرف نثار سر اور مہمانوں کو دیکھتے رہ جاتے ہیں ۔ جب وہ اسکالر یا مہمان وہاں سے چلا جاتا ہے تو ایک لمبی سانس لیتے ہیں (اور من ہی من میں یہ ضرور سوچتے ہونگے چلو میرا اس دنیا میں آنا بیکار نہیں ہوا) چاہے باہر بیٹھے بیٹھے ان کے اسکالر کا دم ہی کیوں نہ نکل جائے۔ یہ ان کی ایسی خوبی ہے جو انہیں دوسرے تمام اساتذہ سے الگ کرتی ہے ۔اس خوبی سے انہیں فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہوا ہے۔نقصان اٹھانا ان کی عادت ہے۔

ان کی سب سے بڑی خوبی بتانا ہی بھول گئی اس خوبی کے لئے UGC کے اصول وضوابط بنانے والوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کیونکہ UGC Rules میں کہیں اساتذہ کے لئے Over time کرنا ہوتا تو نثار سر بنا معاوضہ لئے Over time job کرتے اور اپنے پاس کے تمام اسکالرس سے بھی Over time یم فل اور پی ایچ ڈی کرواتے وہ بھی بنا فیلوشپ ۔صبح جلدی آتے ہیں اور شام دیر سے جاتے ہیں ۔

جہاں ان میں خوبیاں ہیں وہیں خامیاں بھی ہیں مجھے ان کی خوبیوں سے زیادہ خامیاں پسند ہیں ۔(کیونکہ ہر ایک کی اپنی اپنی پسند ہوتی ہے)ان کی سب سے بڑی خامی ان کا غصہ ہے۔منہ پر بولنا ان کی عادت ہے جسے دکنی میں ''منہ پھٹا'' اور انگریزی میں State Forward کا لفظ میں سمجھتی ہوں ضرور حبیب نثار سر کے لئے ہی بنا ہوگا ۔اگر میں پروفیسر حبیب نثار سے نہیں ملتی تو اس کے معنی شاید ہی مجھے کبھی سمجھ میں آتے جس کی وجہ سے انہیں کئی بار نقصان اٹھانا پڑا ہے ساتھ ہی ساتھ ان کا غصہ بھی بڑا عجیب ہوتا ہے ۔ جب وہ غصہ میں ہوتے ہیں تو کچھ اس طرح سے لگتے ہیں جیسے بڑا سا چہرہ سکڑ کر چھوٹا ہوگیا ہے، آنکھیں سرخ اور پیشانی پر کئی بلیں آجاتی ہیں ۔اور اپنے سامنے رکھے ہوئے Desk Top کو غور سے دیکھنے لگ جاتے ہیں ۔اگر کوئی آکر سلام کریں تو اکھڑتی ہوتی تیز وطرار آواز میں وعلیکم سلام کہہ کر پھر Desk Top کو دیکھنے میں مشغول ہوجاتے ہیں اگر آپ لوگوں کو کبھی ایسا محسوس ہو تو اپنی عزت باقی رکھنے کے لئے وہاں سے خاموش چلے جائیں کیونکہ ایک محاورہ بہت مشہور ہے ''سوئے ہوئے شیر کو کبھی نہیں چھیڑنا چاہیے'' مگر جب وہ غصہ میں ہوتے ہیں تو بہت معصوم لگتے ہیں ۔

پروفیسر حبیب نثار سر کی خوبیوں اور خامیوں کے بعد ان کی ادبی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں ۔ ان کے دو دلچسپ موضوعات ہیں ایک دکنی کے مخطوطات اور دوسرا موسیقی ۔ جہاں وہ دکنی مخطوطات کو بیماری کی طرح لگ جانے والا Vires ہیں وہیں موسیقی کے دلدادہ بھی ہیں ۔ موسیقی دراصل نثار صاحب کو ورثہ میں ملی ہے جس طرف اشارہ کرتے ہوئے پروفیسر سید مجاور حسین رضوی لکھتے ہیں :

''موسیقی انہیں وراثت میں ملی ہے۔اس لحاظ سے بھی وہ لطیف فنی نکات کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں ۔وہ مشہور ومعروف صاحب فن استاد شیخ داؤد کے فرزند ہیں میں انہیں گل داؤد کہتا ہوں۔اس لئے کہ ان میں وہ لطافت بھی ہے اور وہ اجلا' ستھرا' پاکیزہ ذوق بھی جوگل دادا کی خصوصیت ہے''۔

موسیقی سے انہیں خاندانی لگاؤ ہے لیکن نہ وہ مزامیر پر دسترس لکھتے ہیں نہ ہی نغمۂ جانفزاء سنا سکتے ہیں بلکہ ان کی دلچسپی خالص علمی بنیادوں پر ہے اور انہوں نے ادب اور موسیقی کے رشتوں پر قابل قدر کام کیا ہے (1)''

موسیقی پروفیسر حبیب نثار کا ایک اہم موضوع ہے۔انہوں نے یم فل اور پی ایچ ڈی دونوں موسیقی کے موضوعات پر کئے ہیں۔ انکے یم فل کا موضوع ''اردو کی چند منتخب تخلیقات میں موسیقی کے نقوش'' اور پی ایچ ڈی کا موضوع ''اردو ادب اور ہندوستانی موسیقی'' ہیں۔ حبیب نثار کی زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے گیان چند جین لکھتے ہیں:

''موسیقی کے لئے ایک موسیقار زادہ ہاتھ آ گیا۔حبیب نثار کے والد مشہور ماہر موسیقی ہیں۔وراثت کے طور پر نثار بھی اس فن سے کما حقہٗ واقفیت رکھتے ہیں انہوں نے ایم فل اور پی ایچ ڈی دنوں کے لئے اردو ادب اور موسیقی کے ارتباط کی کڑیوں کو کھولا''(2)

آج کل موسیقی کو سننا ہی ایک بڑا کام ہے اس کو پڑھنا اور اس پر لکھنا دوسرا بڑا کام۔گیان چند جین مزید لکھتے ہیں:

''حبیب نثار نے ان اصناف کا فن موسیقی کے نقطہ نظر سے جو تجزیہ کیا ہے' اس سے بات پوری طرح سمجھ میں آتی ہے۔انہوں نے چھوٹتے ہی یہی انکشاف کیا کہ امیر خسرو کے یہاں سویلہ کی صنف ملتی ہے جو گیت بھی ہے اور موسیقی کی ہیت بھی' انہیں حیرت ہے کہ میں نے خسرو کے سوہلے کا ذکر نہیں کیا' کرتا بھی کیسے' جب میں اس سے واقف ہی نہ تھا میں نے اپنے مضمون 'سہیلا ایک صوفیانہ گیت'' (فکروفن' شملہ' فروری واپریل 1980ء) میں اس کے مختلف ناموں سوہلا' سوسہیلا اور 'سہیلا کا ذکر کیا ہے' سوہلہ کا نہیں۔تلاش کرنے سے ایک مضمون میں خسرو کی موسیقانہ ایجادات میں ''سوہلہ'' بھی لکھا نظر آیا (ڈاکٹر ظہیرالدین مدنی) ہندوستانی سنگیت کو خسرو کی دین'' خسرو شناسی'' دہلی 1975ء ص326) لیکن اگر مجھے خسرو کے سوہلے سے واقفیت بھی ہوتی تو میں اس کا ذکر کرنے سے تامل کرتا''(3)

''جکری اور حقیقت کے سلسلے میں مضمون نگار نے ان کے اجزاء کے ناموں پر اچھی بحث کی ہے پین کی اصطلاح مجھے ہمیشہ چکراتی ہے۔یہ محض ایک شاعر یا ایک کاتب ہی کے یہاں نہیں ملتی' کئی شخصوں میں نظر آتی ہے۔اسے بآسانی بین کی تحریف کہہ کر رد نہیں کیا جا سکتا' لیکن حبیب نثار نے جکری اور حقیقت کے اجزاء کی جو تاویل استھائی' انترہ اور ابھوک سے کی ہے وہ قابل داد ہے۔میری نظر سے جانم کے ارشاد نامے کی وہ حقیقت

نہیں گزری جس کے آخری جزو کا عنوان ابھوگ ہے گزری بھی ہوتی تو میں اسے نہیں سمجھ پاتا حبیب نثار کا یہ انکشاف اہم ہے۔۔۔

اس ''ابھوگ'' نے حقیقت کے آئینے پر پڑی ہوئی گرد بالکل صاف کر دی ۔ ابھوگ دھر پد کی اصطلاح ہے۔''ابھوگ'' دھرپد کا آخری ٹکڑا ہوتا ہے جس کی تائید میں انہوں نے کئی اسناد نقل کی ہیں ۔جکر یوں کا آخری جزو تخلص بھی اسی کا مترادف ہے ۔غرض یہ ہے کہ حبیب نثار کا یہ مضمون ان اصناف کی تفہیم کے نئے در یچے کھولتا ہے'' (4)

آخر میں ان کی تین کمزوریوں کا ذکر کرتی چلوں اگر اتفاقاً انہیں علاؤالدین کا چراغ مل جائے اور چراغ کا جن حاضر ہوکر پوچھے ۔آپ کی تین خواہش کو پورا کیا جائے گا۔۔۔ مجھے پتہ ہے نثار سر اس جن سے کیا مانگے گے۔ پہلے دکنی کے تمام مخطوطات، دوسرا یونیورسٹی آف حیدرآباد اور آخر میں چائے۔۔۔ یہ ہیں ان کی سب سے بڑی کمزوریاں۔۔۔

بس آخر میں یہی چاہتی ہوں کہ یونیورسٹی کے ہر شعبہ میں ایک ایسا استاد ضرور ہونا چاہیے ۔جس نے اپنی ساری زندگی صرف ادب کی خدمت کرنے میں گزار دی ۔ اور اللہ ہر اسکالر کو ایک ایسا نگران کا رضرور نصیب کریں (آمین)۔

حوالے:۔

۱۔ ڈاکٹر حبیب نثار ''دکنی کی مخصوص شعری اصناف'' ص۹، 1995

۲۔ ایضاً۔ص ۱۱

۳۔ ایضاً۔ص ۱۲

۴۔ ایضاً۔ص ۱۳

Dr Anjum Fatima

Asst,Prof,Dept of Urdu

.S.S.A's Arts and Commerce College Solapur